پردہ

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین حفظہ اللہ

ترجمہ: فضیلۃ الشیخ حافظ عبد الرشید اظہر حفظہ اللہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی

ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
لندن • ہیوسٹن • نیویارک

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس:22743 الریاض:11416 سعودی عرب
فون:4033962-4043432 1 00966 فیکس:4021659
E-mail: darussalam@awalnet.net.sa
Website: www.dar-us-salam.com

---

1. طریق مکہ۔ العلیا۔ الریاض فون:4614483 1 00966 فیکس:4644945
2. شارع الاربعین۔ الملز۔ الریاض فون:4735220 فیکس:4735221
3. جدّہ فون:6879254 2 00966 فیکس:6336270
4. الخبر فون:8692900 3 00966 فیکس:8691551

شارجہ فون:5632623 6 00971 فیکس:5632624

لندن فون:5202666 208 0044 فیکس:5217645 208

امریکہ 1. ہوسٹن فون:7220419 713 001 فیکس:7220431
2. نیویارک فون:6255925 718 001 فیکس:6251511

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شو روم)

1. 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور
فون:0092-42-7240024-7232400-7111023-7110081 فیکس:7354072 **E-mail:** darussalampk@hotmail.com
2. غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون:7120054 فیکس:7320703
3. اُردو بازار گوجرانوالا فون:0092-431-741613 فیکس:741614

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین حفظہ اللہ

ترجمہ

فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالرشید اظہر حفظہ اللہ
فاضل مدینہ یونیورسٹی

دارالسلام
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
الریاض ہیوسٹن لاہور

فہرست

عرض ناشر

اسلام دین فطرت اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس ضابطہ حیات میں ہر دو مرد و زن کی حفاظت و تکریم کے لئے ایسے قواعد مقرر کئے گئے ہیں کہ ان پر عمل پیرا ہونے میں کوئی دقت پیش آتی ہے نہ فطرت سلیم انہیں قبول کرنے میں گرانی محسوس کرتی ہے۔ اسلام ایک باوقار زندگی گزارنے کا درس دیتا ہے۔ جس کے تحفظ کے لئے تعزیری قوانین نافذ کئے گئے تاکہ عزت نفس مجروح کرنے والوں کا محاسبہ ہوتا رہے۔

عورت کے لئے پردے کا شرعی حکم اسلامی شریعت کا طرہ امتیاز اور قابل فخر دینی روایت ہے۔ اسلام نے عورت کو پردے کا حکم دے کر عزت و تکریم کے اعلیٰ ترین مقام پر لا کھڑا کیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے عورت کی عزت و تکریم کے لئے مردوں میں غیرت کا جذبہ پیدا کیا اور نبی ﷺ نے اس شخص کو "دیوث" قرار دیا جسے اپنے اہل خانہ کی بے حرمتی پر غیرت نہیں آتی۔ صنف نازک کی کمزوریوں کی حفاظت کے لئے مرد کی یہ ڈیوٹی لگائی گئی کہ اگر عورت کی عفت کی خاطر جان دینی پڑے تو شہادت کے رتبہ پر فائز ہونے میں دیر نہ کرنا۔

پردہ کا شرعی حکم معاشرہ کو متوازن کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مرد کی تمام تر جنسی کمزوریوں کا کافی و شافی علاج ہے۔ اسلئے دختران اسلام کو پردہ کے سلسلے میں معذرت خواہانہ انداز اختیار کرنیکی بجائے فخریہ انداز میں اس حکم

کو عام کرنا چاہئے تاکہ پوری دنیا کی خواتین اسکی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

ایک غیور اسلامی گھرانے کی ماں کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنی عفت و حیا کی حفاظت کے لئے پردہ کا اہتمام کرے۔ تاکہ وہ اپنی غیور نسل کو اس کی افادیت سے آگاہ کر سکے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کی رو سے عورت پر پردہ فرض عین ہے جس کا تذکرہ قرآن کریم میں ایک سے زیادہ جگہ پر آیا ہے جس کی تفسیر و تشریح کے لئے فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین نے قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل بحث کی ہے۔ انہوں نے پردہ کی لاریب شرعی حیثیت کو واجب' مستحب اور متنازعہ مسئلہ بنانے والوں کے دلائل پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے اس کو غیر حقیقت پسندانہ بحث قرار دیا اور ثابت کیا کہ اس قسم کے بودے دلائل قرآن و سنت کے اٹل فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ جسکا اردو ترجمہ دارالسلام اہتمام کے ساتھ شائع کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ الشیخ صالح العثیمین حفظہ اللہ اور مترجم کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم اس امید کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ ہدیہ تشکر پیش کرتے ہیں کہ اس سے ہماری آخرت سنور جائے۔ آمین

خادم کتاب و سنت

عبدالمالک مجاہد

مدیر: دار السلام - ریاض - لاہور

مارچ 1999ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوْذُ بِهٖ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنْ لاَّ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا أَمَّا بَعْدُ:

اللہ رب العزت نے حضرت محمد ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا' تاکہ آپ ﷺ تمام انسانوں کو ان کے غالب و ستودہ صفات پروردگار کے حکم کے مطابق اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عبادت کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے مبعوث فرمایا۔ بندگی کا اظہار صرف اس طرح ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر کی مکمل اطاعت اور اس کی منع کردہ اشیاء سے مکمل اجتناب کیا جائے نیز اس کے احکام عالیہ کو خواہشات و شہوات نفسانیہ پر مقدم کرتے ہوئے اس کے حضور خاکساری اور انتہائی تواضع کی جائے۔ سعودی عرب' جو وحی و رسالت کا مرکز اور حیا و حشمت کا گہوارہ ہے وہاں ایک مدت سے اس معاملہ میں لوگ سیدھے راستے پر گامزن

تھے۔ عورتیں چادریں وغیرہ اوڑھ کر مکمل پردہ کر کے گھر سے نکلا کرتی تھیں۔ غیر محرم مردوں کے ساتھ آزادانہ میل جول کا تصور تک ان میں نہ تھا۔ بحمد اللہ مملکت سعودیہ کے اکثر شہروں میں آج بھی یہی صورت حال ہے۔

لیکن جب سے کچھ لوگوں نے پردہ کے متعلق نامناسب انداز میں گفتگو شروع کی ہے ان لوگوں کو دیکھ کر جو پردہ کے قائل ہی نہیں یا کم از کم چہرے کو کھلا رکھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تب سے ہمارے ہاں بھی کچھ لوگ شریعت مطہرہ کے اس حکم بالخصوص چہرہ ڈھانپنے کے متعلق غلط فہمی کا شکار ہونے لگے ہیں ان کی طرف سے یہ سوال کیا جانے لگا ہے کہ پردہ واجب ہے یا مستحب؟ یہ شرعی حکم ہے یا اس معاملہ میں ماحول عادات اور رسم و رواج کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ کرنا چاہیے؟ کیا ایسا تو نہیں کہ اس کی کوئی شرعی حیثیت ہی نہ ہو کہ اس کے واجب یا مستحب ہونے کا حکم لگایا جا سکے؟

اس قسم کے شکوک و شبہات و غلط فہمیوں کے ازالہ اور حقیقت حال کی وضاحت کے لئے میں نے مناسب سمجھا کہ وہ دلائل مرتب کردوں جو اس کا حکم واضح کرنے کے لئے مجھے میسر آئیں۔ اللہ عز و جل کی رحمت سے امید ہے کہ یہ رسالہ توضیح حق میں مدد و معاون ثابت ہو گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو خود بھی ہدایت یافتہ ہیں اور دوسروں کو بھی راہ راست کی طرف بلاتے ہیں۔ وہی لوگ حق کو حق جانتے اور اس کی پیروی کرتے ہیں۔

آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد مکارم اخلاق کی تکمیل بھی تھا۔ آپ ﷺ نے ہر طریقہ سے فضائل کی دعوت دی۔ رذائل و برے اخلاق کو بیخ و بن سے اکھاڑا اور لوگوں کو ان رذائل سے بچنے کی ہر ممکن طریقہ سے تلقین فرمائی۔

اس طرح شریعت محمدیہ صلی اللہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ہر لحاظ سے کامل ہو کر سامنے آئی۔ اب وہ اپنی تکمیل و ترتیب کے لئے مخلوق کی جانب سے کسی کاوش و کوشش کی محتاج نہیں ہے کیونکہ یہ دانا و خبردار رب کی جانب سے نازل کردہ شریعت ہے جو اپنے بندوں کی اصلاح کے طریقوں سے خوب باخبر اور ان کے لئے بے پایاں رحمت والا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کو جن اعلیٰ اخلاق کے ساتھ مبعوث کیا گیا ان میں سے ایک نہایت بلند مرتبہ اور گراں قدر خلق حیا ہے جسے آپ ﷺ نے ایمان کا جز اور اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ قرار دیا۔ کوئی عقل منداس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ عورت کا باوقار اور ایسے عادات و اطوار کے ساتھ رہنا جو اسے مشکوک مقامات اور فتنوں سے دور رکھیں' اس حیا کا حصہ ہے جس کا عورت کو اسلامی شریعت اور اسلامی معاشرے میں حکم دیا گیا ہے۔ اس میں شک کی کوئی گنجائش بھی نہیں کہ عورت کا اپنے چہرے اور جسم کے دیگر پر کشش مقامات کو ڈھانپ کر باپردہ رہنا ہی اس کے لئے سب سے بڑا وقار ہے' جس سے وہ اپنے آپ کو آراستہ کر سکتی ہے۔ (وباللہ التوفیق)

محمد بن صالح العثیمین

پردہ
کے احکام

ہر مسلمان کو معلوم ہونا چاہیے: کہ غیر محرم مردوں سے عورت کا پردہ کرنا اور منہ ڈھانپنا فرض ہے۔ اس کی فرضیت کے دلائل رب العزت کی کتاب عظیم اور نبی رحمت ﷺ کی سنت مطہرہ میں موجود ہیں اس کے علاوہ اجتہاد اور درست فقہی قیاس بھی اسی کے متقاضی ہیں۔

قرآن حکیم سے چند دلائل

پہلی دلیل: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَٰرِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ ءَابَآئِهِنَّ أَوْ ءَابَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ أَخَوَٰتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُنَّ أَوِ ٱلتَّٰبِعِينَ غَيْرِ أُو۟لِى ٱلْإِرْبَةِ مِنَ ٱلرِّجَالِ أَوِ ٱلطِّفْلِ ٱلَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا۟ عَلَىٰ عَوْرَٰتِ ٱلنِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾ ﴾ (النور ۲٤/ ۳۱)

"اے پیغمبر ﷺ! مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا

کریں اور اپنی شرمگاہوں (عصمتوں) کی حفاظت کریں اور اپنا سنگار کسی پر ظاہر نہ کیا کریں۔ سوائے اس کے جو از خود (بغیر ان کے اختیار کے) کھلا رہتا ہے اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں۔ اپنے خاوند، باپ، خسر، بیٹوں، شوہر کے بیٹوں، بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں، اپنی ہی قسم کی عورتوں اور اپنے غلاموں کے سوا۔ نیز ان خدام سے جو عورتوں کی خواہش نہ رکھتے ہوں یا ایسے بچوں سے جو عورتوں کے پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہوں۔ (غرض ان لوگوں کے سوا کسی پر اپنی زینت اور سنگار کے مقامات کو ظاہر نہ ہونے دیں) اور اپنے پاؤں (ایسے طور سے زمین پر) نہ ماریں کہ (جھنکار کی آواز کانوں تک پہنچ جائے) اور ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے اور مومنو! سب اللہ کے آگے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

یہ آیت مبارکہ پردہ کے وجوب پر مندرجہ ذیل طریقوں سے دلالت کرتی ہے:

1. اللہ عز و جل نے مومن عورتوں کو اپنی عصمت کی حفاظت کا حکم دیا ہے اور عصمت کی حفاظت کے حکم کا تقاضا یہ ہے کہ وہ تمام وسائل و ذرائع اختیار کیے جائیں جو اس مقصد کے حصول میں مددگار ہو سکتے ہیں اور ہر عقلمند آدمی جانتا ہے کہ چہرے کا پردہ عصمت کی حفاظت کے منجملہ وسائل میں سے ہے۔ کیونکہ چہرہ کھلا رکھنا غیر محرم مردوں کے لئے اس کی طرف دیکھنے کا ذریعہ بنتا ہے اور مردوں کو اس کے خدوخال کا جائزہ لینے کا موقع

ملتا ہے۔ جس سے بات میل ملاقات بلکہ ناجائز تعلقات تک جا پہنچتی ہے۔

حدیث میں ہے:

«اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا النَّظْرُ»(مسند أحمد: ٢/ ٣٤٣)

"آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں۔ ان کا زنا (ناجائز) دیکھنا ہے۔"

پھر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ پاؤں وغیرہ کے زنا کا ذکر کرنے کے بعد آخر میں فرمایا:

«وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ»(مسند أحمد: ٢/ ٣٤٣)

"شرمگاہ اس کی تصدیق کر دیتی ہے یا تکذیب۔"

لہٰذا جب چہرے کا پردہ حفظ ناموس و عصمت کا ذریعہ ٹھہرا تو وہ بھی اسی طرح فرض ہو گا جس طرح کہ حفظ ناموس و عصمت فرض ہے۔ وسائل و ذرائع کا بھی وہی حکم ہوتا ہے جو ان مقاصد کے حصول کے لئے ان (وسائل و ذرائع) کو ذریعہ بنایا جاتا ہے۔

2 اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ﴾ (النور٢٤/ ٣١)

"اور اپنے گریبانوں پر دوپٹے ڈال کر رکھیں۔"

خمار (جس کی جمع خمر ہے) اس کپڑے کو کہتے ہیں جسے عورت اپنا سر ڈھانپنے کے لئے اوڑھتی ہے۔ مثلاً برقعہ کا نقاب وغیرہ۔ جب عورت کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنے سینے پر دوپٹہ ڈال کر رکھے تو چہرہ ڈھانپنا بھی فرض ہو گا کیونکہ یا تو چہرہ لازماً اس حکم میں داخل ہو جاتا ہے یا پھر قیاس صحیح اس کا تقاضا کرتا ہے۔ وہ اس طرح کہ جب گردن و سینہ کو ڈھانپنا فرض ہے تو چہرہ کے پردہ کی فرضیت تو بدرجہ

اولیٰ ہونی چاہئے کیونکہ وہی خوبصورتی کا مظہر اور فتنہ کا موجب ہے۔ ظاہری حسن کے متلاشی صرف چہرہ ہی دیکھتے ہیں۔ چہرہ خوبصورت ہو تو باقی اعضا کو زیادہ اہمیت کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ جب کہا جاتا ہے کہ فلاں خوبصورت ہے تو اس سے بھی چہرہ کا جمال ہی مراد ہوتا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ چہرے کا حسن و جمال ہی پوچھنے اور بتانے والوں کی گفتگو کا محور ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں کیسے ممکن ہے کہ حکمت پر مبنی شریعت سینہ و گردن کے پردے کا تو حکم دے لیکن چہرہ کھلا رکھنے کی رخصت دے۔

3 اللہ تعالیٰ نے زینت کے اظہار سے بالکل منع کر دیا ہے۔ اس حکم سے صرف وہ زینت مستثنیٰ ہے جس کے اظہار سے کوئی چارۂ کار ہی نہیں۔

مثلاً بیرونی لباس۔ اسی لئے قرآن نے ((اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا)) "سوائے اس زینت کے جو از خود ظاہر ہو جائے" کے الفاظ سے تعبیر کیا۔ یوں نہیں فرمایا: ((اِلَّا مَا اَظْهَرْنَ مِنْهَا)) "سوائے اس زینت کے جسے عورتیں ظاہر کریں۔"

4 پھر اسی آیت میں زینت کے اظہار سے دوبارہ منع فرمایا اور بتایا کہ صرف ان افراد کے سامنے زینت ظاہر کی جا سکتی ہے جنہیں مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دوسرے مقام پر مذکور زینت پہلے مقام پر مذکور زینت سے مختلف اور علیحدہ ہے۔ پہلے مقام پر اس زینت کا حکم بتایا گیا ہے جو ہر ایک کے لئے ظاہر ہوتی ہے اور اس کا پردہ ممکن نہیں۔ جب کہ دوسرے مقام پر مخفی زیبائش مراد ہے۔ یعنی جس کے ذریعے عورت خود کو مزین کرتی ہے۔ اگر اس آرائش و زیبائش کا اظہار بھی ہر ایک کے سامنے جائز ہوتا تو پہلی زینت کے اظہار کی عام اجازت اور دوسری زینت کے

اظہار کے حکم سے بعض افراد کے استثناء کا کوئی خاص فائدہ نہیں رہ جاتا۔
طفیلی قسم کے افراد جو صرف کھانا کھانے کے لئے کسی کے گھر میں رہتے ہوں اور ان میں صنفی میلان ختم ہو چکا ہو' مردانہ اوصاف سے محروم خدام' وہ نابالغ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتیں سمجھ نہیں پاتے تو ایسے افراد کے سامنے اللہ تعالیٰ نے مخفی زینت کو کھلا رکھنے کی اجازت دی ہے۔ اس سے دو امور ثابت ہوئے:

- مذکورہ بالا دو قسم کے افراد کے سوا مخفی زیبائش کو کسی کے سامنے کھلا رکھنا جائز نہیں ہے۔
- بلاشبہ پردے کے حکم کا دارومدار اور اس کے واجب ہونے کی علت عورت کی طرف دیکھ کر (مردوں کا) فتنے میں مبتلا اور وارفتگی کا شکار ہو جانے کا اندیشہ ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ چہرہ تمام حسن کا مرکز اور فتنہ کا مقام ہوتا ہے لہٰذا اس کا ڈھانپنا ضروری ہو گا تاکہ مرد حضرات بشری تقاضوں سے کسی آزمائش میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

5 فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ﴾

(النور ۲۴/ ۳۱)

"اور اپنے پاؤں (ایسے طور سے زمین پر) نہ ماریں کہ (جھنکار کی آواز کانوں تک پہنچ جائے اور) ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے"۔

یعنی عورت اس انداز سے نہ چلے کہ معلوم ہو کہ وہ پازیب وغیرہ پہنے ہوئے ہے جس سے وہ اپنے خاوند کے لئے آراستہ ہوتی ہے جب عورت کو

زمین پر شدت سے پاؤں مارنے سے منع کر دیا گیا کہ مبادا غیر محرم مرد اس کے زیور کی جھنکار ہی سے فتنے میں نہ پڑ جائیں تو چہرہ کھلا رکھنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

غور فرمائیے!

فتنے میں پڑنے اور بہک جانے کا امکان کہاں زیادہ ہے۔ کیا اس صورت میں کہ ایک آدمی کسی عورت کے پاؤں میں پڑی پازیب کی جھنکار سنتا ہے۔ اسے معلوم نہیں کہ وہ عورت جوان ہے یا عمر رسیدہ۔ حسین و جمیل ہے یا بدصورت۔ کیا اس صورت میں بہک جانے کا احتمال زیادہ ہے یا اس صورت میں کہ ایک مرد کسی مست شباب دوشیزہ کا کھلا چہرہ دیکھے جو رعنائی و حسن و زیبائی سے بھرپور ہو اور مشاطگی نے اس کے فتنے کو دوچند کر دیا ہو کہ ہر دیکھنے والا دیکھتا ہی رہ جائے۔ ہر باشعور انسان بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ دونوں میں سے کونسی زینت زیادہ فتنے کا باعث اور مستور و مخفی رہنے کی زیادہ حقدار ہے۔

دوسری دلیل: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَٱلْقَوَٰعِدُ مِنَ ٱلنِّسَآءِ ٱلَّٰتِى لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَٰتٍۭ بِزِينَةٍ ۖ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٦٠﴾ ﴾ (النور ٢٤/ ٦٠)

"اور بڑی عمر کی عورتیں جن کو نکاح کی توقع نہیں رہی وہ اگر چادر اتار دیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں۔ بشرطیکہ اپنی زینت کا مظاہرہ نہ کرتی پھریں اور اگر اس سے بھی بچیں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔"

اس آیت کریمہ سے پردہ کے واجب ہونے پر وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے ان بوڑھی عورتوں سے گناہ کی نفی کی ہے جو سن رسیدہ ہونے کے سبب نکاح کی امید نہیں رکھتیں اس لئے کہ بوڑھی ہونے کی وجہ سے مردوں کو ان کے ساتھ نکاح میں کوئی رغبت نہیں ہوتی لیکن اس عمر میں بھی چادر اتار رکھنے پر گناہ نہ ہونا اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ اس سے ان کا مقصد زیب و زینت کی نمائش نہ ہو۔ چادر اتار دینے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ کپڑے اتار کر بالکل برہنہ ہو جائیں بلکہ اس سے صرف وہ کپڑے مراد ہیں جو عام لباس کے اوپر سے اس لئے اوڑھے جاتے ہیں کہ جسم کے وہ حصے جو عام لباس سے عموماً باہر رہتے ہیں جیسے چہرہ اور ہاتھ چھپ جائیں لہٰذا ان بوڑھی عورتوں کو جنہیں کپڑے اتارنے کی رخصت دی گئی ہے اس سے مراد مذکورہ اضافی کپڑے (یعنی چادریں' برقعے وغیرہ) ہیں جو پورے جسم کو ڈھانپتے ہیں۔ اس حکم کی عمر رسیدہ خواتین کے ساتھ تخصیصی دلیل یہ ہے کہ جوان اور نکاح کی عمر والی عورتوں کا حکم ان سے مختلف ہے کیونکہ اگر سب عورتوں کے لئے اضافی کپڑے اتار دینے اور صرف عام لباس پہننے کی اجازت ہوتی تو "سن رسیدہ و نکاح کی عمر سے گزری ہوئی عورتوں کو بالخصوص ذکر کرنے کا کوئی مقصد نہیں رہ جاتا۔"

مذکورہ آیت کریمہ کے الفاظ ﴿غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ﴾ "بشرطیکہ یہ بوڑھی عورتیں اپنی زینت کا مظاہرہ نہ کرتی پھریں" اس بات کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ نکاح کے قابل' جوان عورتوں پر پردہ فرض ہے چونکہ عام طور پر جب وہ اپنا چہرہ کھلا رکھتی ہیں تو اس کا مقصد زینت کی نمائش اور حسن و جمال کا نمایاں مظاہرہ کرنا ہوتا ہے۔ ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ مردان کی طرف دیکھیں اور

ان کے حسن و جمال کی مدح و توصیف کریں۔ اس قماش کی عورتوں میں نیک نیت شاذ و نادر ہی ہوتی ہیں اور شاذ و نادر صورتوں کو عام قوانین کی بنیاد نہیں بنایا جا سکتا۔

تیسری دلیل: ارشاد باری تعالیٰ:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٩﴾﴾ (الأحزاب۳۳/ ۵۹)

"اے پیغمبر ﷺ! اپنی بیویوں' بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ باہر نکلا کریں تو اپنے اوپر چادر لٹکا لیا کریں یہ امران کے لئے موجب شناخت ہو گا تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

ترجمان القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی کام کے لئے اپنے گھروں سے نکلیں تو سر کے اوپر سے اپنی چادر لٹکا کر اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا کریں اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں۔ صحابی کی تفسیر حجت ہے بلکہ بعض علماء کے نزدیک مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول میں مذکور ایک آنکھ کھلی رکھنے کی رخصت بھی راستہ دیکھنے کی ضرورت کے پیش نظر دی گئی ہے لہٰذا جہاں راستہ دیکھنے کی ضرورت نہ ہو گی وہاں ایک آنکھ سے بھی پردہ ہٹانے کی کوئی وجہ نہیں۔

اور "جلباب" اس چادر کو کہتے ہیں جو دوپٹہ کے اوپر سے عبا (گاؤن) کی طرح اوڑھی یا پہنی جائے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو انصاری خواتین گھروں سے نکلتے وقت اس سکون و اطمینان سے چلتیں گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اور انہوں نے سیاہ رنگ کی چادریں لپیٹ رکھی ہوتیں۔

عبیدۃ السلمانی رحمہ اللہ (تلمیذ حضرت علی رضی اللہ عنہ) کا بیان ہے کہ مسلمان عورتیں سروں کے اوپر سے چادریں اس طرح اوڑھا کرتی تھیں کہ آنکھوں کے سوا کچھ ظاہر نہ ہوتا۔ وہ بھی اس لئے کہ راستہ دیکھ سکیں۔

چوتھی دلیل: ارشاد باری تعالیٰ:

﴿ لَّا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيٓ ءَابَآئِهِنَّ وَلَآ أَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ إِخْوَٰنِهِنَّ وَلَآ أَبْنَآءِ إِخْوَٰنِهِنَّ وَلَآ أَبْنَآءِ أَخَوَٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُنَّ ۗ وَٱتَّقِينَ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدًا ﴿٥٥﴾ ﴾

(الأحزاب ۳۳/ ۵۵)

"عورتوں پر اپنے باپوں سے (پردہ نہ کرنے میں) کچھ گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھتیجوں سے اور نہ اپنے بھانجوں سے نہ اپنی (قسم کی) عورتوں سے اور نہ اپنے غلاموں سے۔ اور اے عورتو! اللہ سے ڈرتی رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے"

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب عورتوں کو غیر محرم مردوں سے پردہ کرنے کا حکم دیا تو یہ بھی بیان فرما دیا کہ فلاں فلاں قریبی رشتہ

داروں سے پردہ واجب نہیں ہے۔ جیسا کہ آیت باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ ءَابَآئِهِنَّ أَوْ ءَابَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ أَخَوَٰتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُنَّ أَوِ ٱلتَّٰبِعِينَ غَيْرِ أُو۟لِى ٱلْإِرْبَةِ مِنَ ٱلرِّجَالِ أَوِ ٱلطِّفْلِ ٱلَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا۟ عَلَىٰ عَوْرَٰتِ ٱلنِّسَآءِ ﴾ (النور ٢٤/ ٣١)

"عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد کے یا اپنے خسر کے یا اپنے لڑکوں کے یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے یا غلاموں کے یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں۔"

قرآن حکیم میں سے یہ چار دلائل ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر محرم مردوں سے عورت کو پردہ کرنا واجب ہے اور جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے صرف پہلی آیت اس مسئلہ پر پانچ وجوہ سے دلالت کرتی ہے۔

سنت مطہرہ سے چند دلائل

اب سنت نبویہ ﷺ سے چہرہ کا پردہ واجب ہونے کے چند دلائل ذکر کیے جاتے ہیں:

① رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

«إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَّنْظُرَ مِنْهَا إِلَى مَا يَدْعُوْهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ»(مسند أحمد۳/ ۳۳٤)

"جب کوئی آدمی کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے تو اگر اس کے لئے عورت کا داعیہ نکاح (حسن و جمال اور قد کاٹھ وغیرہ) دیکھنا ممکن ہو تو دیکھ لے۔"

وجہ استدلال: اس حدیث میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خاطب (پیغام نکاح دینے والے) سے گناہ کا مرتفع ہونا اس حالت کے ساتھ مشروط کیا ہے کہ وہ خطبہ (پیغام نکاح) کے لئے دیکھ رہا ہو۔ پس ثابت ہوا کہ اس مقصد کے بغیر دیکھنے والا گناہ گار ہے۔ اسی طرح اگر خاطب بھی خطبہ کے لئے نہیں بلکہ صرف لطف اندوز ہونے کے لئے دیکھ رہا ہے تو وہ بھی گناہ گار ہو گا۔

اگر یہ کہا جائے کہ اس حدیث میں دیکھی جانے والی چیز کی تخصیص نہیں لہٰذا سینہ' چھاتی اور گردن وغیرہ کا دیکھنا بھی مراد ہو سکتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ جمال پسند خاطب کا مقصود چہرہ کے جمال کا جائزہ لینا ہوتا ہے۔ باقی اعضاء کا حسن تو اس کا تابع ہے۔ اس لئے عورت کے انتخاب میں ظاہری حسن و جمال کو ترجیح دینے والا خاطب چہرہ ہی دیکھے گا۔

② جب رسول اکرم ﷺ نے عورتوں کے متعلق یہ حکم دیا کہ وہ بھی عید گاہ کو جائیں تو وہ کہنے لگیں: "اے اللہ کے رسول ﷺ ہم میں سے بعض کے پاس چادر نہیں ہوتی" تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس کے پاس اپنی چادر نہ ہو تو اسے کوئی دوسری بہن چادر دے دے۔"

یہ حدیث واضح طور پر بتا رہی ہے کہ صحابیات میں چادر کے بغیر باہر نکلنے کا معمول نہ تھا۔ بلکہ چادر پاس نہ ہونے کی صورت میں باہر نکلنے کو وہ ممکن ہی نہیں سمجھتی تھیں۔ اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے انہیں نماز عید کے لئے عید گاہ جانے کا حکم دیا تو انہوں نے اس امر کو بطور مانع ذکر کیا۔ اس پر آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ یہ مشکل اس طرح حل ہو سکتی ہے کہ ایسی عورت کو کوئی دوسری مسلمان بہن اپنی چادر مستعار دے دے۔

گویا رسول اکرم ﷺ نے عورتوں کو یہ اجازت نہیں دی کہ وہ چادر اوڑھے بغیر عید گاہ تک بھی جائیں' حالانکہ وہاں جانے کا حکم مرد و عورت سب کو ہے۔ جب ایک ایسے کام کے لئے جس کا شریعت نے حکم دیا ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے بھی عورتوں کو چادر اوڑھے بغیر باہر نکلنے کی اجازت نہیں دی تو ایسے امور کے لئے بغیر چادر اوڑھے گھر سے باہر آنے کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے جن کا شریعت میں حکم دیا گیا ہے نہ ان کی کوئی ضرورت ہے۔ بلکہ مقصد صرف بازاروں میں گھومنا پھرنا' مردوں کے ساتھ میل جول اور تماش بینی ہو جس میں کوئی فائدہ نہیں۔

علاوہ ازیں چادر اوڑھنے کا حکم بجائے خود اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کا مکمل باپردہ رہنا ضروری ہے۔ (واللہ اعلم)

③ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

"رسول اکرم ﷺ صبح کی نماز پڑھاتے تو بعض عورتیں بھی آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز کے لئے چادروں میں لپٹی ہوئی آتیں نماز کے بعد وہ

اپنے گھروں کو لوٹتیں تو اندھیرے کے سبب انہیں کوئی پہچان نہ سکتا۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مزید فرمایا:

”عورتوں کے جو اطوار ہم نے دیکھے ہیں اگر رسول اللہ ﷺ دیکھ لیتے تو انہیں مسجد میں آنے سے اسی طرح منع کر دیتے جس طرح کہ بنی اسرائیل نے اپنی عورتوں کو منع کر دیا تھا۔“

تقریباً اسی قسم کے الفاظ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہیں۔

یہ حدیث پردے کے وجوب پر دو طریقوں سے دلالت کرتی ہے:

- پردہ کرنا اور اپنے جسم کو مکمل طور پر ڈھانپنا صحابیات رضی اللہ عنہن کے معمول میں سے تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ تمام زمانوں سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ منزلت رکھتا ہے وہ اخلاق و آداب میں بلند' ایمان میں کامل اور اعمال میں زیادہ صالح تھے وہی قابل اتباع نمونہ ہیں کہ خود ان کو اور ان کی بطریق احسن پیروی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی کی نوید سنائی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٠٠﴾﴾ (التوبة۹/ ۱۰۰)

”جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے پہلے ایمان لائے) مہاجرین میں سے بھی اور انصار میں سے بھی اور جنھوں نے نیکی اور اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے اور وہ اللہ تعالیٰ پر

خوش ہیں اور اس نے ان کے لئے باغات تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔"

جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک عہد میں عورتوں کا طریقہ یہ تھا (جو اوپر ذکر کیا گیا) تو ہمارے لئے کس طرح مستحسن ہو سکتا ہے کہ اس طریقہ سے ہٹ جائیں جس پر چلنے سے ہی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول ممکن ہے۔ خصوصاً جب کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿ وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ مِنۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ ٱلۡهُدَىٰ وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيلِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصۡلِهِۦ جَهَنَّمَۖ وَسَآءَتۡ مَصِيرًا ﴿١١٥﴾ ﴾ (النساء٤/ ١١٥)

"اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے گا اور مومنوں کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے گا تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے۔"

- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جن کا علم و فہم، اللہ کے بندوں کی خیر خواہی کا جذبہ اور دینی بصیرت تعارف کی محتاج نہیں، فرماتے ہیں:

"اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے وہ اعمال و اطوار دیکھ لیتے جو ہم نے دیکھے ہیں تو انہیں مساجد میں آنے سے قطعی طور پر منع کر دیتے۔"

اور یہ اس زمانہ میں ہوا جس کی فضیلت احادیث میں وارد ہے یعنی عہد نبوی کے مقابلہ میں عورتوں کی حالت اس حد تک بدل گئی کہ انہیں مساجد میں

آنے سے روک دینے کا تقاضا کر رہی تھی۔ تو ہمارے زمانہ میں بے پردہ نکلنے کی اجازت کیوں کر دی جا سکتی ہے جب کہ عصر نبوی کو گزرے تیرہ صدیاں بیت چکی ہیں۔ اخلاقی بے راہ روی عام ہو چکی ہے۔ شرم و حیا تقریباً رخصت ہو چکے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں دینی حمیت کمزور پڑ چکی ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور فقیہ امت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فہم بھی اسی نتیجہ پر پہنچا جس کی شہادت شریعت کاملہ کی صریح نصوص دے رہی ہیں یعنی اگر کسی کام کے نتیجہ میں ایسے امور سامنے آئیں جنہیں شریعت حرام قرار دیتی ہے تو وہ کام بھی شرعاً حرام ہو گا۔ خواہ بظاہر جائز ہی نظر آتا ہو۔

④ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»(صحيح بخاري، باب من جر إزاره من غير خيلاء، ح: ٥٧٨٤)

"جو شخص تکبر کے ساتھ اپنی چادر لٹکا کر چلے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی جانب نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔" اس پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا: تو عورتیں اپنی چادریں کس حد تک لٹکائیں؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک بالشت بھر لٹکا لیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اس طرح تو ان کے پاؤں نظر آئیں گے۔ فرمایا تو ایک ہاتھ کے برابر لٹکا لیں اس سے زیادہ نہ لٹکائیں۔"

مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت پر پاؤں ڈھانپنا فرض ہے اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ یہ حکم تمام صحابیات رضی اللہ عنہن کو معلوم تھا اور بلاشبہ پاؤں

میں، ہاتھوں اور چہرے کی نسبت کم کشش پائی جاتی ہے۔ کمتر کشش والے مقام کے حکم کی تصریح خود بخود تنبیہہ کر رہی ہے کہ اس سے زیادہ پر کشش اور اس حکم کے زیادہ حقدار مقامات کا کیا حکم ہونا چاہیے۔ یہ بات شرع متین کی حکمت کے منافی ہے کہ کمتر کشش اور قلیل تر فتنہ کے باعث اعضاء کو ڈھانپنا فرض ہو لیکن زیادہ فتنہ کے باعث اور پر کشش اعضاء کو کھلا رکھنے کی اجازت دے دی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت و شریعت میں اس قسم کا تضاد پایا جانا ناممکن ہے۔

⑤ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنْ كَانَ لِإِحْدَاكُنَّ مُكَاتَبٌ فَكَانَ عِنْدَهُ مَايُؤَدِّي فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ»(سنن أبي داؤد، كتاب العتق: ح٣٩٢٨)

”اگر کسی عورت کے مکاتب غلام کے پاس اس قدر مال ہو جس سے وہ معاہدہ میں طے شدہ رقم ادا کر سکتا ہو تو اس عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے اس غلام سے پردہ کرے۔“

مذکورہ حدیث سے پردے کا واجب ہونا اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ مالکہ کے لئے اپنے غلام کے سامنے اس وقت تک چہرہ کھلا رکھنا جائز ہے جب تک وہ اس کی ملکیت میں ہو اور جب غلام پر اس کی ملکیت ختم ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ اس سے پردہ کرے کیونکہ اب وہ غیر محرم ہو گیا ہے۔ ثابت ہوا کہ عورت کا غیر محرم مردوں سے پردہ کرنا واجب ہے۔

⑥ ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں احرام باندھے ہوئے تھیں تو اونٹ سوار قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے۔ وہ جس وقت سامنے ہوتے تو ہم اپنے سروں کے اوپر سے

چادر چہرے تک لٹکا لیتیں۔ جب وہ آگے گزر جاتے تو ہم پھر سے چادر کو چہرہ پر سے ہٹا لیتیں" (احمد' ابو داؤد' ابن ماجہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا کہ: "جب وہ (سوار) ہمارے سامنے ہوتے تو ہم اپنے چہروں پر چادریں ڈال لیتیں" واضح دلیل ہے کہ عورت پر چہرہ ڈھانپنا واجب ہے۔ اس لئے کہ حالت احرام میں چہرہ کھلا رکھنے کا حکم ہے لہٰذا اگر اس واجبی حکم کی بجا آوری میں کوئی زوردار شرعی رکاوٹ موجود نہ ہوتی تو چہرہ کھلا رکھنا ضروری تھا۔ خواہ وہ پاس سے گزرتے رہیں۔

اس استدلال کی وضاحت اس طرح کی جا سکتی ہے کہ اکثر اہل علم کے نزدیک حالت احرام میں عورتوں پر چہرہ کھلا رکھنا واجب ہے اور واجب کو اس سے قوی تر واجب کی ادائیگی کی خاطر ہی ترک کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے اگر غیر محرم مردوں سے پردہ کرنا اور چہرہ ڈھانپنا واجب نہ ہوتا تو احرام کی حالت میں اس کے کھلا رکھنے کا حکم جو واجب ہے ترک کرنا جائز نہ ہوتا جب کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ میں حدیث ہے کہ حالت احرام میں عورت کے لئے نقاب ڈالنا اور دستانے پہننا جائز نہیں ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منجملہ دلائل میں سے ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں حالت احرام کے سوا خواتین میں (چہروں کے پردہ کے لئے) نقاب اور (ہاتھوں کے پردہ کے لئے) دستانوں کا رواج عام تھا۔ اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ چہرے اور ہاتھوں کا پردہ کرنا واجب ہو۔

سنت مطہرہ میں سے یہ چھ دلائل ہیں کہ عورت پر پردہ کرنا اور غیر محرم مردوں سے چہرہ ڈھانپنا فرض ہے۔

قرآن میں سے مذکور چار دلائل بھی ان میں جمع کر لیں تو کتاب و سنت سے کل دس دلیلیں ہوئیں۔ ﴿ تلک عشرة کاملة ﴾ (وباللہ التوفیق)

قیاس صحیح کی رو سے پردے کا وجوب

اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر مسلمان کو شرعی کاموں میں اجتہاد اور درست فقہی قیاس پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ یعنی مصالح اور ان کے حصول کے ذرائع کو برقرار رکھنے کی ترغیب اور مفاسد اور ان کے وسائل کی مذمت اور ان سے اجتناب کرنے کی تلقین جیسے سنہری اصول پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

چنانچہ ہر وہ کام جس میں خالصتاً مصلحت ہو یا اس کے نقصانات کی نسبت مصلحت کا پہلو روشن ہو تو اس کا حکم علی الترتیب پہلی صورت میں واجب اور دوسری صورت میں کم از کم مستحب ہو گا اور وہ کام جس میں صرف نقصان ہی نقصان ہو یا نقصان اس کی مصلحت سے زیادہ ہو تو اس کام کا حکم علی الترتیب حرام یا مکروہ ہو گا۔

اس قاعدہ کی روشنی میں جب ہم غیر محرم مردوں کے سامنے عورت کا چہرہ بے پردہ رکھنے پر غور کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ یہ بے حجابی بے شمار مفاسد لئے ہوئے ہے۔ اگر بالفرض کوئی مصلحت ہے بھی تو اس سے پیدا ہونے والے نقصانات کے بالمقابل یہ انتہائی بے معنی مصلحت ہے۔

بے پردگی
کے نقصانات

عورت کے چہرہ کو بے پردہ رکھنے کے بڑے بڑے نقصانات مندرجہ ذیل ہیں:

1 فتنہ میں پڑنا:

عورت جب اپنے چہرے کو بے پردہ رکھتی ہے تو اپنے آپ کو فتنے میں ڈالتی ہے کیونکہ اسے ان چیزوں کا اہتمام و التزام کرنا پڑتا ہے جس سے اس کا چہرہ خوبصورت جاذب نظراور دلکش دکھائی دے۔ اس طرح وہ دوسروں کے لئے فتنہ کا باعث بنتی ہے اور یہ شر و فساد کے بڑے اسباب میں سے ہے۔

2 شرم و حیا کا جاتے رہنا:

اس عادت بد کی وجہ سے رفتہ رفتہ عورت سے شرم و حیاء ختم ہوتی جاتی ہے جو ایمان کا جزو اور فطرت کا لازمی تقاضا ہے۔ ایک زمانہ میں عورت شرم و حیاء میں ضرب المثل ہوتی تھی مثلاً کہا جاتا تھا:

أَحْيَا مِنَ الْعَذْرَآءِ فِيْ خِدْرِهَا

کہ "فلاں تو پردہ نشین دوشیزہ سے بھی زیادہ شرمیلا ہے۔"

شرم و حیا کا جاتے رہنا نہ صرف یہ کہ عورت کے لئے دین و ایمان کی غارت گری ہے بلکہ اس فطرت کے خلاف بغاوت بھی ہے جس پر اسے خالق کائنات نے پیدا کیا ہے۔

3 مردوں کا فتنہ میں مبتلا ہونا:

بے پردہ عورت سے مردوں کا فتنہ میں پڑنا طبعی امر ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ خوبصورت بھی ہو۔ نیز ملنساری خوش گفتاری یا ہنسی مذاق کا مظاہرہ کرے۔ ایسا بہت سی بے پردہ خواتین کے ساتھ ہو چکا ہے۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے:

نَظْرَةٌ فَسَلَامٌ فَكَلَامٌ فَمَوْعِدٌ فَلِقَاءٌ

"یعنی اک اشارہ ہوا، دو ہاتھ بڑھے، بات ہوئی اور کھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں"

شیطان انسانی جسم میں خون کی طرح رواں دواں ہے۔ کتنی مرتبہ ایسا ہوا کہ باہمی مذاق کے نتیجہ میں کوئی مرد کسی عورت پر یا عورت کسی مرد پر فریفتہ ہو گئی۔ جس سے وہ خرابی بنی کہ اس سے بچاؤ کی کوئی تدبیر نہ بن آئی۔ اللہ تعالیٰ سب کو سلامت رکھے۔

4 مرد و عورت کا آزادانہ میل جول:

چہرہ کی بے پردگی سے عورتوں اور مردوں کا اختلاط عمل میں آتا ہے۔ جب عورت دیکھتی ہے کہ وہ بھی مردوں کی طرح چہرہ کھول کر بے پردہ گھوم پھر سکتی ہے تو آہستہ آہستہ اسے مردوں سے کھلم کھلا دھکم پیل کرنے میں بھی شرم و حیاء محسوس نہیں ہوتی اور اس طرح کے میل جول میں بہت بڑا فتنہ اور وسیع فساد مضمر ہے۔

ایک دن رسول اکرم ﷺ مسجد سے باہر تشریف لائے تو عورتوں کو مردوں کے ساتھ راستہ میں چلتے ہوئے دیکھا، تو عورتوں سے ارشاد فرمایا:

«اِسْتَأْخِرْنَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيْقَ عَلَيْكُنَّ

بِحَافَّاتِ الطَّرِيْقِ»(سنن أبي داؤد، باب في مشى النساء مع الرجال)

”ایک طرف ہٹ جاؤ۔ راستہ کے درمیان چلنا تمہارا حق نہیں ہے۔
ایک طرف ہو کر چلا کرو۔“

رسول اکرم ﷺ کے اس فرمان کے بعد خواتین راستہ کے ایک طرف ہو کر اس طرح چلتیں کہ بسا اوقات ان کی چادریں دیوار کو چھو رہی ہوتیں اس حدیث کو ابن کثیر نے ﴿ وقل للمومنت یغضضن من ابصارھن ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی غیر محرم مردوں سے عورتوں کے پردہ کرنے کے واجب ہونے کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کی زینت کے دو درجے مقرر کئے ہیں:

✵ زینت ظاہرہ ✵ زینت غیر ظاہرہ

زینت ظاہرہ کو عورت اپنے شوہر اور محرم مردوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کے سامنے بھی کھلا رکھ سکتی ہے۔ آیت حجاب نازل ہونے سے پہلے عورتیں چادر اوڑھے بغیر نکلتی تھیں۔ مردوں کی نظر ان کے ہاتھ اور چہرہ پر پڑتی تھی۔ اس دور میں عورتوں کے لئے جائز تھا کہ چہرہ اور ہاتھ کھلا رکھیں اور مردوں کے لئے بھی ان کی طرف دیکھنا مباح تھا کیونکہ اس کا کھلا رکھنا جائز تھا۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب نازل فرمائی جس میں ارشاد فرمایا:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَـٰبِيبِهِنَّ ﴾ (الأحزاب ۳۳/ ۵۹)

”اے نبی اپنی ازواج‘ صاحب زادیوں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دو

کہ خود پر چادر لٹکائیں۔"

تو عورتیں مکمل طور پر پردہ کرنے لگیں۔ (مجموع الفتاوی ۱۱۰/۲۲)

اس کے بعد شیخ الاسلام فرماتے ہیں: "جلباب چادر کا نام ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اسے رداء (اوڑھنی) اور عام لوگ اسے ازار (تہہ بند) کہتے ہیں۔ اس سے بڑا تہہ بند مراد ہے جو عورت کے سر سمیت پورے جسم کو ڈھانپ لے ..... جب عورتوں کو چادر اوڑھنے کا حکم اس لئے ہوا کہ وہ پہچانی نہ جا سکیں تو یہ مقصد چہرہ ڈھانپنے یا اس پر نقاب وغیرہ ڈالنے سے ہی حاصل ہو گا۔ لہٰذا چہرہ اور ہاتھ اس زینت میں سے ہوں گے جس کے بارے میں عورت کو حکم ہے کہ یہ غیر محرم مردوں کے سامنے ظاہر نہیں ہونی چاہیے۔ اس طرح ظاہر کپڑوں کے سوا کوئی زینت باقی نہ رہی جس کا دیکھنا غیر محرم مردوں کے لئے مباح ہو۔

اس تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آخری حکم ذکر کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے (نسخ سے) پہلے کا حکم ذکر کیا۔

آخر میں شیخ الاسلام فرماتے ہیں۔

"نسخ سے پہلے کے حکم کے برعکس اب عورت کے لئے چہرہ، ہاتھ اور پاؤں غیر محرم مردوں کے سامنے ظاہر کرنا جائز نہیں ہے بلکہ کپڑوں کے سوا کوئی چیز بھی ظاہر نہیں کر سکتی۔" (مجموعہ الفتاوی الکبری ۱۱۴/۲۲)

اسی جز میں صفحہ ۱۱۷ اور صفحہ ۱۱۸ میں فرماتے ہیں:

"عورت کو چہرہ، ہاتھ اور پاؤں صرف غیر محرم مردوں کے سامنے ظاہر کرنے سے منع کیا گیا ہے ورنہ عورتوں اور محرم مردوں کے سامنے ان

اعضاء کے ظاہر کرنے کی اجازت ہے۔"

ایک اور مقام پر فرمایا: "اس مسئلہ میں بنیادی بات یہ سمجھ لیجئے کہ شارع کے دو مقاصد ہیں: اول تو یہ کہ مرد و عورت میں امتیاز رہے' دوم یہ کہ عورتیں حجاب میں رہیں۔ فتاوی ابن تیمیہ (۱۵۲/۲۲)

یہ تو تھا اس مسئلہ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا نقطہ نظر۔ ان کے علاوہ دوسرے حنبلی فقہاء میں سے متاخرین کے چند اقوال نقل کرنے پر اکتفا کروں گا۔

"المنتہی" میں ہے کہ نامرد' خواجہ سرا اور ہیجڑے کے لئے بھی عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے۔"

"الاقناع" میں ہے "نامرد ہیجڑے کا عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے۔" اسی کتاب میں ایک اور مقام پر ہے: "آزاد غیر محرم عورت کی طرف قصداً دیکھنا نیز اس کے بالوں کو دیکھنا حرام ہے۔"

"الدلیل" کے متن میں ہے: "دیکھنا آٹھ طرح سے ہوتا ہے۔ پہلی قسم یہ ہے کہ بالغ مرد۔ (خواہ اس کا عضو کٹا ہوا ہو) آزاد غیر محرم عورت کی طرف بلا ضرورت دیکھے۔ اس صورت میں عورت کے کسی بھی عضو کو بلا شرعی ضرورت کے دیکھنا حرام ہے۔ حتیٰ کہ اس کے (سر پر لگے) مصنوعی بالوں کی طرف نگاہ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔" شافعی فقہاء کا موقف یہ ہے کہ نگاہ اکبر' بطریق شہوت ہو یا بھٹک جانے کا اندیشہ ہو تو بلا اختلاف قطعی طور پر حرام ہے۔ اگر بطریق شہوت نہ ہو اور فتنے کا اندیشہ بھی نہ ہو تو ان کے ہاں دو قول ہیں:

مؤلف "شرح الاقناع" نے انہیں نقل کرنے کے بعد کہا ہے: "صحیح بات

یہ ہے کہ اس قسم کی نگاہ بھی حرام ہے۔ جیسا کہ فقہ شافعی کی مشہور کتاب "منہاج" میں ہے۔" اس کی یہ توجیہ بیان کی ہے کہ عورتوں کا بے پردہ کھلے چہرے کے ساتھ باہر نکلنا تمام اہل اسلام کے نزدیک بالاتفاق ممنوع ہے نیز یہ کہ نگاہ فتنے کا مقام اور شہوت کی محرک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَـٰرِهِمْ﴾ (النور ٢٤/ ٣٠)

"مومنوں سے کہہ دو کہ نگاہ نیچی رکھا کریں"۔

احکام شریعت میں ملحوظ حکمتوں کے شایان یہی ہے کہ فتنے کی طرف کھلنے والا دروازہ بند کیا جائے اور حالات کے تفاوت کو بہانہ بنانے سے گریز کیا جائے۔

"نیل الاوطار شرح "منتقی الاخبار" میں ہے: "عورتوں کا بے پردہ کھلے چہرہ کے ساتھ باہر نکلنا بالخصوص اس زمانہ میں کہ جہاں بدقماش لوگوں کی کثرت ہو، باتفاق اہل اسلام حرام ہے۔"

پردے
کو واجب نہ سمجھنے
والوں کے دلائل ...... اور
ان دلائل کا جواب

جہاں تک مجھے علم ہے غیر محرم عورتوں کے چہرہ اور ہاتھوں کی طرف دیکھنے کو جائز قرار دینے والوں کے پاس کتاب و سنت سے صرف مندرجہ ذیل دلائل ہیں:

① فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ﴾ (النور ٢٤/ ٣١)

"اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے ظاہر ہو۔"

کیونکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ: ((الا ما ظھر منھا)) سے مراد عورت کا چہرہ' اس کے ہاتھ اور انگوٹھی ہے۔ یہ قول امام اعمش نے سعید بن جبیر کے واسطہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ صحابی کی تفسیر حجت ہے۔

② ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما باریک کپڑے پہنے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے چہرہ مبارک دوسری طرف پھیر لیا نیز چہرہ اور ہاتھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اے اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو جائز نہیں کہ اس کے چہرہ اور ہاتھوں کے سوا کچھ نظر آئے۔" (سنن ابی داؤد)

③ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ان کے بھائی فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے اسی

دوران خشعم قبیلے کی ایک عورت آئی تو فضل بن عباس اس کی طرف اور وہ فضل کی طرف دیکھنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کا چہرہ دوسری جانب کر دیا۔ (صحیح بخاری)

ان حضرات کی رائے میں یہ اس امر کی دلیل ہے کہ وہ عورت اپنا چہرہ کھلا رکھے ہوئے تھی۔

④ صحیح بخاری اور دوسری کتب احادیث میں بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کے نماز عید پڑھانے کے متعلق حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے نماز پڑھانے کے بعد لوگوں سے خطاب فرمایا اور وعظ و نصیحت کی۔ پھر چل کر عورتوں کے قریب تشریف لے گئے ان سے بھی خطاب فرمایا اور وعظ و نصیحت کی اور فرمایا:

"اے عورتوں کی جماعت صدقہ کیا کرو کیونکہ جہنم کا زیادہ تر ایندھن تم (عورتیں) ہی ہو۔"

اس پر ایک عورت جس کے رخسار سیاہی مائل تھے درمیان میں سے اٹھی۔

اگر اس عورت کا چہرہ کھلا نہ ہوتا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو پتہ نہ چلتا کہ اس عورت کے رخسار سیاہی مائل ہیں۔

میری دانست میں یہی وہ دلائل ہیں جن سے غیر محرم مردوں کے سامنے چہرہ کھلا رکھنے کے جواز پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔

پردے کے عدم وجوب کے دلائل کا جواب

یہ دلائل اس درجہ کے نہیں ہیں کہ ان کے پیش نظر گزشتہ صفحات میں مذکور دلائل سے صرف نظر کیا جا سکے جو چہرے کا پردہ واجب ہونے پر واضح دلالت کرتے ہیں۔ پردے کے دلائل درج ذیل وجوہ کی بنا پر راجح ہیں۔

- جن دلائل میں چہرہ ڈھانپنے کا ذکر ہے ان میں ایک مستقل اور نیا حکم ہے۔ چہرہ کھلا رکھنے کے جواز کے دلائل اپنے اندر کوئی حکم نہیں رکھتے۔ (کیونکہ یہ تو پردے کے احکام نازل ہونے سے پہلے کا عام معمول تھا) علماء اصول کے ہاں یہ ضابطہ مشہور و معروف ہے کہ عام حالت کے خلاف کوئی دلیل ہو تو اسے ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ عام حالت کے خلاف جب تک دلیل نہ ملے (اس پر کوئی حکم نہیں لگایا جاتا) اسے برقرار رکھا جاتا ہے اور جب نئے حکم کی کوئی دلیل مل جائے تو اصل اور پہلی حالت کو برقرار رکھنے کی بجائے نئے حکم کے ذریعے اس میں تبدیلی کر دی جاتی ہے۔

اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ جو شخص نئے حکم (چہرہ ڈھانپنے) کی دلیل ذکر کرتا ہے۔ اس کے پاس ایک نئی چیز کا علم ہے کہ پہلی اور عمومی حالت بدل چکی ہے اور چہرہ ڈھانپنا فرض ہو گیا ہے۔ جب کہ دوسرے فریق کو یہ دلائل نہیں مل سکے لہٰذا مثبت کو نافی پر اس کے زائد علم کی وجہ سے ترجیح حاصل ہو گی۔

یہ ان حضرات کے پیش کردہ دلائل کا اجمالی جواب ہے بالفرض اگر تسلیم کر لیا جائے کہ فریقین کے دلائل ثبوت اور دلالت کے اعتبار سے برابر ہیں پھر بھی اس مسلمہ اصولی قاعدہ کے پیش نظر چہرہ ڈھانپنے کی فرضیت کے دلائل مقدم ہوں گے۔

❊ جب ہم چہرہ کھلا رکھنے کے جواز کے دلائل پر غور کرتے ہیں تو یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ یہ دلائل چہرہ کھلا رکھنے کی ممانعت کے دلائل کے ہم پلہ نہیں ہیں۔ جیسا کہ آئندہ صفحات میں ہر ایک دلیل کے الگ الگ جواب سے واضح ہو گا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی تفسیر کے تین جواب ہیں:

1 ہو سکتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے پردہ کی آیت نازل ہونے سے پہلے کی حالت ذکر کی ہو۔ جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے کلام میں ابھی گزرا ہے۔

2 یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کا مقصد اس زینت کا بیان ہو جس کا ظاہر کرنا منع ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا ہے۔ ان دونوں باتوں کی تائید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَـٰبِيبِهِنَّ ﴾ (الأحزاب ۳۳/ ۵۹)

کے متعلق منقول تفسیر سے ہوتی ہے۔ چنانچہ گزشتہ صفحات میں قرآن حکیم کی آیات سے پردہ کے دلائل کے ضمن میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

3 اگر ہم مذکورہ بالا دونوں احتمالات تسلیم نہ کریں تو تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر صرف اس وقت حجت ہو سکتی ہے جب کسی دوسرے صحابی کا قول اس کے مقابل نہ ہو۔ بصورت دیگر اس قول پر عمل کیا جائے گا جسے دوسرے دلائل کی بدولت ترجیح حاصل ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر کے بالمقابل حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے جس میں انہوں نے ((اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا)) ”سوائے اس زینت کے جو از خود ظاہر ہو جائے“ کی تفسیر چادر اور دوسرے ایسے کپڑوں وغیرہ سے کی

ہے جو بہرحال ظاہر ہوتے ہیں اور ان کے ڈھانپنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

اس صورت میں ضروری ہے کہ ان دونوں اصحابؓ کی تفسیر میں سے ایک کو دلائل کی رو سے ترجیح دی جائے اور جو راجح قرار پائے' اس پر عمل کیا جائے۔

❁ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث دو وجوہ کی بنا پر ضعیف ہے:

① خالد بن دریک نے جس راوی کے واسطہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے اس کا ذکر نہیں کیا ہے۔ لہٰذا سند منقطع ہے جیسا کہ خود امام ابو داؤد نے اس کی نشاندہی کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ: "خالد بن دریک نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے براہ راست نہیں سنا۔" اس حدیث کے ضعیف ہونے کی یہی وجہ ابو حاتم رازی نے بھی بیان کی ہے۔

② اس حدیث کی سند میں سعید بن بشیر البصری نزیل دمشق نامی راوی ہے۔ ابن مہدی نے اسے ناقابل اعتماد سمجھ کر ترک کیا۔ امام احمد' ابن معین' ابن مدینی اور نسائی رحمۃ اللہ علیہم جیسے اساطین علم حدیث نے اسے ضعیف قرار دیا لہٰذا یہ حدیث ضعیف ہے اور متذکرہ صدر صحیح احادیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

علاوہ ازیں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی عمر ہجرت کے وقت ستائیس سال تھی' یہ ناممکن ہے کہ اس بڑی عمر میں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایسے کپڑے پہن کر جائیں جن سے ان کے ہاتھوں اور چہرہ کے علاوہ بدن کے اوصاف ظاہر ہو رہے ہوں بالفرض اگر حدیث صحیح بھی ہو تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے اور پردہ واجب کرنے والی نصوص نے اس حکم کو بدل دیا ہے لہٰذا وہ ان پر مقدم ہوں گی۔ (واللہ اعلم)

❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ حدیث سے استدلال کا

جواب یہ ہے کہ اس میں غیر محرم عورت کے چہرہ کی طرف دیکھنے کے جواز کی کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس فعل پر سکوت نہیں فرمایا بلکہ اس کا چہرہ دوسری جانب پھیر دیا۔ اسی لئے امام نووی رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہونے والے مسائل میں سے یہ بھی ہے کہ ”غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے۔“

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اس حدیث کے فوائد میں سے یہ بھی ذکر کیا ہے: ”اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر محرم عورتوں کی طرف دیکھنا شرعاً ممنوع اور نگاہ نیچی کرنا واجب ہے۔“ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”بعض کا خیال ہے کہ نظر نیچی رکھنا صرف اس صورت میں واجب ہے کہ جب فتنہ اور اندیشہ ہو (اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو منع نہیں کیا) لیکن میرے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل بعض روایات کے مطابق، آپ نے فضل کا چہرہ ڈھانپ دیا، زبانی منع کرنے سے کہیں زیادہ تاکید کا حامل ہے۔“

اگر کوئی یہ کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو پردہ کرنے کا حکم کیوں نہیں دیا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ حالت احرام میں تھی اور احرام میں عورت کے بارے میں شرعی حکم یہی ہے کہ جب غیر محرموں میں سے کوئی اسے نہ دیکھ رہا ہو تو چہرہ کھلا رکھے۔ یہ بھی امکان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں اسے یہ حکم بھی دیا ہو۔ کیونکہ راوی کا اس بات کو ذکر نہ کرنا اس امر کی دلیل نہیں ہے کہ آپ نے اس عورت کو چہرہ ڈھانپنے کا حکم نہیں دیا۔ کسی بات کے نقل نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ بات سرے سے ہوئی ہی نہیں۔

حضرت جریر بن عبداللہ البجلی نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق عرض کیا تو ارشاد فرمایا: "اِصْرِفْ بَصَرَكَ" (صحیح مسلم' سنن ابی داؤد) "اپنی نگاہ دوسری طرف پھیر لو"۔

❁ رہی جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث' تو اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ یہ کس سال کا واقعہ ہے یا تو وہ خاتون ان بوڑھی عورتوں میں سے ہو گی جنہیں نکاح سے کوئی سروکار نہیں ہوتا تو ایسی خواتین کے لئے چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت ہے اس سے دوسری عورتوں پر حجاب کا وجوب ختم نہیں ہو سکتا۔

یا پھر یہ واقعہ آیت حجاب کے نزول سے پہلے کا ہے کیونکہ سورۃ الاحزاب (جس میں پردہ کے احکام ہیں) ۵ ہجری یا ٦ ہجری میں نازل ہوئی اور نماز عید ۲ ہجری سے مشروع چلی آتی ہے۔

واضح رہے کہ اس مسئلہ میں تفصیل کے ساتھ کلام کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس اہم معاشرتی مسئلہ میں عام لوگوں کیلئے شرعی حکم کا جاننا ضروری ہے اور بہت سے ایسے لوگ اس پر قلم اٹھا چکے ہیں جو بے پردگی کو رواج دینا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں نے اس مسئلہ میں کماحقہ تحقیق کی نہ غور و فکر سے کام لیا حالانکہ اہل تحقیق کی ذمہ داری ہے کہ عدل وانصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھیں اور ضروری معلومات حاصل کئے بغیر ایسے مسائل میں گفتگو کرنے سے اجتناب کریں۔

محقق کا فرض ہے کہ مختلف دلائل کے درمیان منصف جج کی طرح عدل و انصاف کیساتھ غیر جانبدارانہ جائزہ لے اور حق کے مطابق فیصلہ کرے کسی ایک جانب کو دلیل کے بغیر راجح قرار نہ دے۔ بلکہ تمام زاویوں سے غور کرے ایسا نہ ہو کہ وہ ایک نظریہ رکھتا ہو اور مبالغہ سے کام لے کر اسکے دلائل کو محکم اور مخالف

کے دلائل کو بلاوجہ کمزور اور ناقابل توجہ قرار دے۔ اسی لئے علماء نے کہا ہے کہ اعتقاد رکھنے سے پہلے اسکے دلائل کا بغور جائزہ لینا چاہئے تاکہ اسکا عقیدہ دلیل کے تابع ہو نہ کہ دلیل عقیدہ کے تابع۔ یعنی دلائل کا جائزہ لینے کے بعد عقیدہ بنائے نہ کہ عقیدہ قائم کر کے دلائل کی تلاش میں نکل کھڑا ہو۔ کیونکہ جو شخص دلائل دیکھنے سے پہلے عقیدہ بنالیتا ہے وہ اپنے عقیدہ کے مخالف دلائل کو عموماً رد کرتا ہے اگر ایسا ممکن نہ ہو تو انکی تحریف کا مرتکب ہوتا ہے۔

عقیدہ قائم کر لینے کے بعد دلائل کی تلاش کے نقصانات ہمارے بلکہ سب کے مشاہدہ میں ہیں کہ ایسا کرنے والا کس طرح ضعیف احادیث کو بتکلف صحیح قرار دیتا ہے یا نصوص سے ایسے معانی کشید کرنے کی سعی میں مصروف نظر آتا ہے جو اس میں پائے نہیں جاتے، لیکن صرف اپنی بات کو ثابت و مدلل کرنے کے لئے یہ سب کچھ اسے کرنا پڑتا ہے۔

مثلاً راقم نے ایک صاحب کا رسالہ "پردہ کے عدم وجوب" کے موضوع پر پڑھا۔ اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جو کہ سنن ابی داؤد میں ہے جس میں ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا باریک کپڑوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ جب عورت سن بلوغت کو پہنچ جائے تو ان اعضاء کے سوا کچھ نظر نہیں آنا چاہئے اور ہاتھوں اور چہرہ کی طرف اشارہ کیا۔ یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ یعنی امام بخاری اور امام مسلم اس کے صحیح ہونے پر متفق ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق کہاں؟ خود اسے روایت کرنے والے امام ابو داؤد نے اسے مرسل ہونے کے سبب معطل قرار دیا ہے اور اس کی سند میں

ایک ایسا راوی ہے جسے امام احمد اور دوسرے ائمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (تفصیل گزر چکی ہے)

لیکن برا ہو تعصب اور جہالت کا کہ انسان کو ہلاکت و مصیبت میں گرفتار کرا دیتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن القیم رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے:

وَتَعِزَّ مِنْ ثَوْبَيْنِ مَنْ يَّلْبَسْهُمَا
يُلْقَى الرَّدَى بِمَذَمَّةٍ وَّهَوَانِ
ثَوْبٌ مِّنَ الْجَهْلِ الْمُرَكَّبِ فَوْقَهُ
ثَوْبُ التَّعَصُّبِ بِئْسَ الثَّوْبَانِ
وَتَحَلَّ بِالْإِنْصَافِ أَفْخَرُ حُلَّةٍ
زُيِّنَتْ بِهَا الْأَعْطَافُ وَالْكِتْفَانِ

"ان دو کپڑوں سے اپنے آپ کو آزاد کر لو کہ جو انہیں پہن لیتا ہے زلیل و خوار ہو کر ہلاکت کے گڑھے میں جا گرتا ہے' ایک کپڑا تو جہل مرکب ہے اور دوسرا تعصب۔ یہ دونوں کپڑے بہت ہی برے ہیں۔ عدل و انصاف کا لباس زیب تن کرو کہ یہی خلعت فاخرہ ہے۔ جس سے شانے اور بدن کا ایک ایک حصہ مزین ہو جاتا ہے۔"

ہر مؤلف اور مقالہ نگار کو دلائل کی تلاش اور ان کی چھان بین میں کوتاہی کے ارتکاب سے ڈرنا چاہئے اور بغیر علم کے محض جلد بازی میں کوئی بات کہنے سے کامل اجتناب کرنا چاہئے ورنہ وہ ان لوگوں میں سے ہو گا جن کے متعلق قرآن حکیم میں یہ وعید شدید وارد ہے:

﴿ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ ٱلنَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴾ (الأنعام٦/ ١٤٤)

"تو اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ افتراء کرے تاکہ علم کے بغیر لوگوں کو گمراہ کرے۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا"

اور ایسا بھی نہ کرے کہ ایک طرف دلائل کی تلاش اور تحقیق میں کوتاہی کا مرتکب ہو اور دوسری طرف ثابت شدہ دلائل کو ٹھکرا کر عذر گناہ بد تر از گناہ کا مصداق بنے اور اس زمرے میں داخل ہو جائے جس کے متعلق فرمان ربانی ہے۔

﴿ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَذَبَ عَلَى ٱللَّهِ وَكَذَّبَ بِٱلصِّدْقِ إِذْ جَآءَهُۥٓ ۚ أَلَيْسَ فِى جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَٰفِرِينَ ﴿٣٢﴾ ﴾ (الزمر٣٩/ ٣٢)

"تو اس سے بڑھ کر ظالم کون؟ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولے اور سچی بات جب اس کے پاس پہنچ جائے تو اسے جھٹلائے۔ کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں؟"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں حق کو حق سمجھنے اور اس کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز باطل کو باطل سمجھنے اور اس سے مکمل طور پر اجتناب کی ہمت دے اور اپنی سیدھی راہ کی طرف ہدایت دے کہ وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلَىٰ نَبِيِّهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَتْبَاعِهِ أَجْمَعِينَ